ششماہی علمی مجلہ جدید قرآنی افکار، جنوری تا جون ۲۰۲۶، سال۲، شمارہ ۳
New Horizons in Quranic Studies, january - june 2026/ Vol.2, No. 3
امام خامنہ ای کی قرآنی فکر میں تعلیم وتربیت کے مبانی اور اہداف

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

Principles and Objectives of Education in the Quranic Thought of Imam Khamenei

Aziz Baqari [1] and **Syed Riffaqat Hussain shah** [2]

1. PhD Scholar in Jurisprudence and Judicial Law, Al-Mustafa International University, Qom, Iran.
. E-mail: azizbaqiri9633@gmail.com
2. Master's Degree in Usul al-Fiqh, Al-Mustafa International University.
E-mail: syedhussian1214@gmail.com

Article Info

Article type:
Research Article

Article history:
Received:
1 April 2026
Received in revised:
1 May 2026
Accepted:
2 June 2026
Available online:
24 June 2026

Keywords:
Imam Khamenei; Quranic education; principles; objectives; Tawhid; human dignity; educational justice; social responsibility

ABSTRACT

This study aims to elucidate the principles and objectives of education from the perspective of Imam Khamenei's Quranic thought. It seeks to demonstrate how education, rooted in Qur'anic teachings, can cultivate individuals who are morally upright, intellectually insightful, and socially responsible.The research employs a descriptive-analytical method, drawing on the Qur'an, exegetical sources, and the speeches and writings of Imam Khamenei. It examines key Qur'anic concepts and their implications for educational theory and practice.The findings reveal that Imam Khamenei's educational philosophy is founded on four core Qur'anic principles: Tawhid (monotheism), 'Ubūdiyyah (servitude to God), human dignity (karāmat), and knowledge and awareness ('ilm wa āgāhī). These principles inform the objectives of education, which include moral and spiritual development, the promotion of scientific insight and critical thinking, the establishment of educational justice and equal opportunities, and the cultivation of social responsibility and commitment to building an Islamic civilization. The study emphasizes that education should not be limited to the transmission of information but must nurture the holistic development of individuals—spiritually, ethically, and socially .The study concludes that Imam Khamenei's Quranic framework offers a comprehensive and integrated model for education. It stresses that true progress depends on aligning educational systems with divine values and ensuring that the younger generation is equipped with faith, knowledge, and a sense of duty. Such an approach is essential for the revival of Islamic civilization and for fostering a just and God-centered society.

Cite this article: Aziz Bagheri& Rafaqat hussain shah. (2026). Principles and Objectives of Education in the Quranic Thought of Imam Khamenei
New Horizons in Quranic Studies, 2 (3), 26-49

CC BY

© The Author(s).

Publisher: Al-Mustafa International University

امام خامنہ ای کی قرآنی فکر میں تعلیم وتربیت کے مبانی اور اہداف*

عزیز باقری [۱] اور سید رفاقت حسین شاہ [۲]

CC BY

اشاریہ

یہ مقالہ امام خامنہ ای کی قرآنی فکر کی روشنی میں تعلیم وتربیت کے مبانی اور اہداف کو واضح کرنا چاہتا ہے۔ اس کا مقصد یہ دکھانا ہے کہ قرآنی تعلیمات پر مبنی تربیت کس طرح ایسے افراد کی پرورش کر سکتی ہے جو اخلاقی، فکری اور سماجی لحاظ سے باصلاحیت اور ذمہ دار ہوں۔ تحقیق میں توصیفی- تحلیلی طریقہ اختیار کیا گیا ہے اور قرآن مجید، تفسیری مصادر اور امام خامنہ ای کے بیانات وتحریروں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ نتائج سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام خامنہ ای کا تعلیمی فلسفہ چار بنیادی قرآنی اصولوں پر استوار ہے: توحید، عبودیت، انسانی کرامت، اور علم و آگاہی۔ یہ اصول تعلیم وتربیت کے اہداف کو متعین کرتے ہیں، جن میں اخلاقی و معنوی ارتقاء، علمی بصیرت اور تنقیدی فکر کا فروغ، تعلیمی انصاف اور یکساں مواقع کی فراہمی، اور سماجی ذمہ داری کا احساس شامل ہے۔ تحقیق اس بات پر زور دیتی ہے کہ تعلیم صرف معلومات کی منتقلی تک محدود نہ ہو بلکہ فرد کی مکمل نشوونما کو یقینی بنائے۔ تحقیق اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ امام خامنہ ای کا قرآنی فریم ورک تعلیم کے لیے ایک جامع اور مربوط نمونہ پیش کرتا ہے۔ یہ نمونہ اسلامی تہذیب کی احیاء اور ایک عادلانہ اور خدا محور معاشرے کی تشکیل کے لیے ضروری ہے، اور اس کے لیے نوجوان نسل کو ایمان، علم اور فرض شناسی سے آراستہ کرنا لازمی ہے۔

کلیدی الفاظ: امام خامنہ ای؛ قرآنی تعلیم؛ مبانی؛ اہداف؛ توحید؛ انسانی کرامت؛ تعلیمی انصاف؛ سماجی ذمہ داری

---

* موصول ہونے کی تاریخ: ۲۰۲۶/۴/۱ & آرٹیکل کی تایید کی تاریخ : ۲۰۲۶/۶/۲

۱. پی ایچ ڈی اسکالر، فقہ و قانونِ قضا، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران. (azizbaqiri9633@gmail.com).
۲. شعبہ فقہ واصول، المصطفی انٹرنیشنل یونیورسٹی، قم، ایران.(syedhussian1214@gmail.com).

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تمہید

تعلیم و تربیت ان بنیادی موضوعات میں سے ہے جن پر قرآن مجید میں خصوصی توجہ دی گئی ہے اور متعدد آیات میں اس کی طرف اشارہ بھی کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں تعلیم و تربیت کو انبیائے کرام کے فرائض میں سے ایک اہم ترین فریضہ قرار دیا ہے اور اسے انسانوں کی راہنمائی اور کمال تک پہنچانے کا ذریعہ بتایا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ" (سورہ آل عمران، ۱۶۴)"یقیناً خدا نے صاحبانِ ایمان پر احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا ہے جو ان پر آیات الٰہی کی تلاوت کرتا ہے انہیں پاکیزہ بناتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔" اسی طرح عالم اور جاہل کا موازنہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا" قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَ الَّذِينَ لاَ يَعْلَمُونَ" (سورہ زمر، ۹) کہہ دیجئے کہ کیا وہ لوگ جو جانتے ہیں ان کے برابر ہو جائیں گے جو نہیں جانتے ہیں۔" نیز عالم کے مرتبے اور تعلیم و تربیت کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرمایا"يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ وَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (سورہ مجادلہ، ۱۱)خدا صاحبان ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے خوب واقف ہے۔" احادیث و روایات میں بھی علماء کے مقام و مرتبہ اور ان کی فضیلت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)نے فرمایا" فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الشَّهِيدِ دَرَجَةٌ وَ فَضْلُ الشَّهِيدِ عَلَى الْعَابِدِ دَرَجَةٌ وَ فَضْلُ النَّبِيِّ عَلَى الْعَالِمِ دَرَجَةٌ وَ فَضْلُ الْقُرْآنِ عَلَى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللَّهِ عَلَى سَائِرِ خَلْقِهِ وَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى سَائِرِ النَّاسِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاهُمْ "عالم شہید پر ایک درجہ فضیلت رکھتا ہے، شہید عابد پر ایک درجہ فضیلت رکھتا ہے، نبی عالم پر ایک درجہ برتری رکھتا ہے اور قرآن کی فضیلت دوسرے کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ دوسری مخلوقات پر برتری رکھتا ہے اور عالم کی فضیلت باقی لوگوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت ان میں سے پست ترین شخص پر۔(فیض کاشانی، ۱۴۱۵،ج۵،ص۱۴۸)

اس نقطۂ نظر کے مطابق تعلیم و تربیت محض علم کو دوسروں تک پہنچانے تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک جامع عمل ہے جس کا مقصد ایسے انسانوں کی تربیت کرنا ہے جو باخبر، صاحبِ فکر، متعهد، اور دینی و اخلاقی بصیرت کے حامل ہوں۔ اسی طرز فکر نے اسلامی تعلیم و تربیت کے شعبہ میں مفکرین کی ایک بڑی تعداد کے نظریۂ تعلیم و تربیت کی بنیاد رکھ دی ہے۔

عالمِ اسلام کے ایک عظیم مفکر اور ممتاز رہنما، تعلیم و تربیت کو اسلامی تہذیبِ نو کے لیے سب سے اہم ترین ذریعہ سمجھتے ہیں۔ آپ کا نظریہ ہے کہ تعلیمی نظام کو علوم و فنون کی تعلیم کے ساتھ ساتھ انسان کی معنوی، اخلاقی اور سماجی نشو و نما کے لیے بھی مناسب ماحول فراہم کرنا چاہیے۔

نظامِ تعلیم و تربیت میں بنیادی تبدیلیوں سے متعلق عام منصوبہ بندی اور پالیسیوں کے ابلاغ کی پہلی شق میں متعدد خصوصیات پر زور دیتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: "نظامِ تعلیم و تربیت میں تبدیلی کا عمل اسلامی فلسفۂ تعلیم و تربیت کی بنیاد پر استوار ہونا چاہیے تاکہ حیاتِ طیبہ (اسلام کی مطلوبہ انفرادی اور سماجی زندگی) کے حصول، فطری صلاحیتوں کی نشو و نما، بصیرت، علم، مہارت، تربیت اور طلبہ کی معنوی اور جسمانی صحت کے شعبوں میں معیاری ارتقاء اور جہالت کے خاتمے کا سبب بنے، نیز ایسے انسانوں کی تربیت پر زور دیا جائے جو مومن، متقی، اسلامی اخلاق سے آراستہ، بلند حوصلہ، امیدوار، خیر خواہ، پُر نشاط، حقیقت پسند، آزاد منش، ذمہ دار، قانون پسند، عدالت خواہ، صاحبِ خرد، تخلیقی صلاحیتوں کے حامل، وطن دوست، ظلم کے مخالف، اجتماعی فکر رکھنے والے، خود اعتماد اور ایثار پیشہ ہوں"۔ (امام خامنہ ایؒ، ابلاغِ کلی پالیسی برائے تحول در نظامِ آموزش و پرورش، ۱۰/ ۰۲/ ۱۳۹۲)

مذکورہ امور میں تین خصوصیات سب سے زیادہ نمایاں ہیں: اوّل، علم کے ساتھ ایمان اور معنویت کو مضبوط بنانا؛ دوم، تعلیمی انصاف اور معاشرے کے تمام افراد کے لیے مساوی موقع فراہم کرنا؛ سوم، ایسے باخبر، پابند اور ذمہ دار انسانوں کی تربیت کرنا جو اسلامی معاشرے کے مستقبل کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ یہ مقاصد قرآنی تعلیمات سے ماخوذ ہیں اور متعدد آیاتِ قرآنی میں ان کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

بھر حال ان مقاصد کے حصول میں مختلف چیلنجز اور مشکلات در پیش ہیں۔ دور حاضر کا تعلیمی نظام، خصوصاً اسلامی معاشروں کا عصری نظامِ تعلیمی بہت سے موقعوں پر قرآنی اقدار سے دور ہو چکا ہے اور زیادہ تر صرف علمی تعلیم پر

زور دیا جاتا ہے، اخلاقی اور روحانی تربیت کو مطلوبہ اہمیت نہیں دی جاتی۔ دوسری جانب تعلیمی مساوات اور تربیتی انصاف پر توجہ نہ دینا بھی اُن مشکلات میں شامل ہے جن کے خاتمے پر امام خامنہ ایؒ زور دیتے ہیں۔ آپ کے نزدیک ایک مطلوب اور مؤثر تعلیمی نظام وہ ہے جو علمی تربیت کے ساتھ ساتھ طلبہ اور طالبات میں اسلامی شناخت، خود اعتمادی اور احساسِ ذمہ داری کو بھی فروغ دے۔

مذکورہ صورت حال کو ملحوظ رکھتے ہوئے قرآنی تعلیمات اور امام خامنہ ایؒ کے نظریات کی روشنی میں یہ مقالہ پہلے تعلیم و تربیت کے قرآن کے بنیادی اصولوں کا جائزہ لیتا ہے اور پھر بعد میں اسلامی تعلیم و تربیت کے مقاصد کو اخلاقی و معنوی ارتقاء، بصیرت، علمی شعور کے فروغ، تعلیمی انصاف و مساوات اور سماجی ذمہ داری جیسے بنیادی نکات کے تحت تجزیہ و تبصرہ پیش کرتا ہے۔

الف: تعلیم و تربیت کے قرآنی اصول

امام خامنہ ایؒ کے نزدیک تعلیم و تربیت، قرآن کریم کے گہرے اور دقیق اصولوں سے ماخوذ ہے، جس کا بنیادی مقصد انسان کو کمال اور خداوندِ متعال کی بندگی کی جانب رہنمائی کرنا ہے۔ آپ کے نظریہ کے مطابق ایک کامیاب تربیتی نظام صرف علمی ترقی تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ معنویت، انسانی کرامت، سماجی بصیرت اور تعلیمی عدالت پر بھی زور دیتا ہے۔ اسی تناظر میں امام خامنہ ایکے فکری نظامِ تعلیم و تربیت کے بعض نمایاں قرآنی اصولوں میں توحید، بندگی، انسانی کرامت اور علم و آگاہی شامل ہیں۔

۱۔ توحید

قرآنی نظریہ کے مطابق، توحید تمام تربیتی مطالب کی بنیاد ہے۔ اسلام ایک ایسا اعتقادی نظام ہے جو توحید پر استوار ہے، اور اس میں توحیدِ ذات، توحیدِ صفات، توحیدِ افعال، توحیدِ عبادت و اطاعت اور توحیدِ مقصد شامل ہیں۔ اس فکری نظام میں انسان کا آخری مقصد صرف خداوندِ متعال ہے۔ (رحیمیان و رہبر، ۱۳۸۰، ص ۶۲) دینی تربیت ایک ایسے تعلیمی عمل کے طور پر دیکھی جاتی ہے جو انسان کی توحیدی فطرت کی نشو و نما اور عبادی اعمال میں اس کے ظہور کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس طرح کی تربیت، تربیت پانے والے کو توحید کی جانب رہنمائی کرتی ہے۔ (ابو طالبی، ۱۳۸۸، ص ۲۴) اسلامی تربیت، فکر، احساس اور عمل کے تین اہم پہلوؤں میں توحید کو استحکام اور تقویت بخشنے کے درپے رہتی ہے۔ اسی طرح ایمان کو ایک ایسا موقف قرار دیا گیا ہے جس میں تین بنیادی عناصر شامل ہیں:

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

ادراکی، جذباتی اور عملی عنصر۔ یہ تمام ابعاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اور ایمان کی تشکیل و تقویت میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں (علم الہدیٰ، ۱۳۸۳، ص ۸۴)۔

امام خامنہ ایؒ کے فکری نظام کا ایک بنیادی رکن توحید ہے، جو عمیق قرآنی اصولوں سے ماخوذ ہے۔ آپ نے مختلف موضوعات میں ہمیشہ اس بنیادی رکن پر زور دیا ہے۔ چنانچہ آپ نے انبیائے الٰہی کی رسالت اور ذمہ داریوں کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا" تمام انبیائے الٰہی کی بعثت بلند اور الٰہی مقاصد پر مشتمل رہی ہے، فطری طور پر یہ اغراض و مقاصد بذاتِ خود ہر پیغمبر کی رسالت کے ساتھ مطابقت رکھتے ہیں، اس لیے کہ ہر پیغمبر ارادۂ الٰہی کے تابع ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ بات مکمل طور پر واضح ہے کہ انبیاء کی بعثت عظیم مقاصد کی حامل ہے جن میں سرِ فہرست توحید ہے۔ توحید ہی انبیائے کرام کی بعثت کا اصلی اور انتہائی مقصد ہے "وَ لَقَد بَعَثنا فی کُلِّ اُمَّةٍ رَسولًا اَنِ اعبُدُوا اللهَ وَ اجتَنِبُوا الطّاغوت" (سورہ نحل، ۳۶)۔ یہ توحید ہی خالص اور ناب توحید ہے۔ سورۂ اعراف اور سورۂ ہود میں بھی حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح اور دیگر انبیاء کی زبانی دعوتِ توحید اس انداز میں بیان ہوئی ہے:" یا قَومِ اعبُدُوا اللهَ ما لَکُم مِن اِلٰهٍ غَیرُه" (سورہ اعراف، ۵۹؛ سورہ ہود، ۵۰)۔ توحید صرف خداوند کی وحدانیت پر ذہنی اعتقاد کا نام نہیں بلکہ اس کا عمیق مفہوم اور اصل مطلب حاکمیتِ مطلقِ الٰہی کو تسلیم کرنا ہے۔ یہ حاکمیت عالمِ تشریع اور عالمِ تکوین دونوں میں جلوہ گر ہوتی ہے۔ عالمِ تکوین میں تمام حوادث اور مظاہر، قدرتِ الٰہی کے تحت جاری ہوتے ہیں:"لا حول و لا قوّة الّا بالله" اور اسی طرح عالمِ تشریع میں تمام اوامر اور نواہی یعنی تمام احکام قدرتِ مطلقِ الٰہی سے صادر ہوتے ہیں اور جنہیں سماجی و فردی نظام میں حاکمیت کی بنیاد کے طور پر قبول کیا جانا چاہیے۔ لہٰذا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ بعثتِ انبیاء کا بنیادی مقصد اسی حاکمیت یعنی حاکیت مطلقِ الٰہی کا تحقق ہے۔ (امام خامنہ ایؒ، عیدِ مبعث کے موقع پر ٹیلی ویژن خطاب، ۲۱/ ۱۲/ ۱۳۹۹)

۲۔ عبودیت

خداوندِ متعال قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:"وَ ما خَلَقتُ الجِنَّ وَ الاِنسَ اِلّا لِیَعبُدُونِ" (سورہ ذاریات، ۵۶)؛ یعنی انسان کی تخلیق کا مقصد خداوندِ متعال کی بندگی اور عبادت ہے۔ درحقیقت انسان ذاتی طور پر اس مادی دنیا میں زندگی بسر کرنے اور مادی تجربات کے لیے خلق نہیں کیا گیا، بلکہ اس کے وجود کا اصل اور انتہائی

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

مقصد اس مادی کائنات سے بالاتر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان مسلسل اپنے بلند تر مقاصد کی جستجو میں رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ عالمِ ملکوت کی طرف واپس لوٹ کر خیرِ مطلق، حقیقت اور جمالِ مطلق سے زیادہ قریب ہو جائے۔ (قیصری گودرزی وہمکاران،۱۳۹۶، ص ۲۵)

اب یہ ثابت ہو چکا کہ جنّ وانس کی تخلیق عبادت کے لیے ہوئی ہے اور یہ بات بھی طے ہے کہ عبادت کا حقیقی تحقق معرفت اور شناخت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے پیغمبرِ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خداوندِ متعال کی جانب سے مأمور کیا گیا کہ وہ صراحت کے ساتھ اعلان کریں کہ ان کا اور ان کے پیروکاروں کا راستہ بصیرت اور فکری آگاہی پر مبنی ہے؛ جیسا کہ یہ آیۂ شریفہ "قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي" (سورہ یوسف، ۱۰۸) اسی حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ قرآنِ کریم کی نگاہ میں انسان کی ترقی اور کمال کا راستہ صحیح آگاہی اور درست معرفت کے ذریعے ہی ممکن ہے، جبکہ انحطاط اور گمراہی کو اس راہ کی رکاوٹوں کے عنوان سے بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا انسان کا کمال اور ترقی کی جانب سفر، جہالت اور نادانی کی بنیاد پر کبھی نہیں ہو سکتا۔

دوسرے لفظوں میں یہ کہا جائے کہ دیگر موجودات کی تخلیق کا اصل مقصد اور انتہائی سبب خود انسان ہے، جیسا کہ یہ آیت کریمہ "وَ سَخَّرَ لَكُمْ ما فِي السَّماواتِ وَ ما فِي الْأَرْضِ جَمِيعاً" (سورہ جاثیہ، ۱۳) اس امر کی طرف بخوبی اشارہ کر رہی ہے۔ جبکہ قرآنِ کریم ہی کے مطابق انسان کی تخلیق کا مقصد خداوندِ متعال کی عبادت اور بندگی ہے؛ اور یہ حقیقت واضح طور پر آیۂ شریفہ "وَ ما خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" (سورہ ذاریات، ۵۶) میں بیان ہوئی ہے۔ (طیب، ۱۳۸۷، ج۱، ص۳۸۷) لیکن چونکہ حقیقی عبادت کا تحقق تعلیم اور تزکیہ کے بغیر ممکن نہ تھا، اس لیے قرآنِ کریم نے تعلیم کو انبیائے الٰہی کی اہم ترین ذمہ داری بتایا ہے اور اسے انسانوں کی ہدایت، کمال اور معنوی رشد کا وسیلہ قرار دیا ہے۔ خصوصاً آیت مبارکہ "لَقَدْ مَنَّ اللهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ" (سورہ آل عمران، ۱۶۴) میں اس نکتے پر تاکید کی گئی ہے۔

لہٰذا رہبر معظم انقلاب نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "میرے عزیزو! خدا کے ساتھ تعلق کو سنجیدگی سے اختیار کرو۔ تم جوان ہو؛ اس کو اہمیت دو، خدا سے گفتگو کرو، خدا سے مانگو۔ مناجات، نماز، ایسی نماز جو حضورِ قلب

اور توجہ کے ساتھ ادا کی جائے، تمہارے لیے بہت ضروری ہے۔ خبردار! ان امور کو ایک طرف نہ ڈال دینا۔ (امام خامنہ ایؒ، بیانات در جمع دانشجویان دانشگاہ تہران، ۲۲/ ۰۲/ ۱۳۷۷) آپ کا یہ بیان نوجوانوں کی زندگی میں خداوندِ عالم کے ساتھ گہرے اور بامعنی تعلق کی اہمیت اور ضرورت کو ظاہر کرتا ہے، اور اس امر پر تاکید کرتا ہے کہ روحانیت اور عبادت کو توجہ کا مرکزی محور قرار دیا جائے تاکہ انسان کمال اور معنوی رشد تک رسائی حاصل کر سکے۔

۳۔ انسانی کرامت

انسانی کرامت اُن اہم ترین بنیادی اصولوں میں سے ہے جن پر قرآنِ کریم نے خاص تاکید کی ہے۔ خداوندِ عالم واضح طور پر ارشاد فرماتا ہے "وَ لَقَدْ كَرَّمْنا بَنِي آدَمَ" (سورہ اسراء، ۷۰)، مذکورہ آیت نظامِ خلقت میں انسان کے بلند مرتبہ اور خلافتِ الٰہی کے لیے اس کی صلاحیت کو ظاہر کرتی ہے۔ جبکہ یہ آیت کریمہ "خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ "(سورہ تین، ۴) انسان کی نہایت متوازن اور کامل ساخت کو بیان کرتے ہوئے اس کی ترقی اور تعالی کی بے مثال صلاحیتوں کو نمایاں کرتی ہے۔ اور اس سے بڑھ کر، آیت "وَ نَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي" (سورہ ص، ۷۲) انسان کے روحانی اور الٰہی پہلو کو بیان کرتے ہوئے، اس حقیقت کو واضح کر دیتی ہے کہ انسان کی تربیت اس کے اندر موجود اسی الٰہی جوہر اور باطنی کرامت کے احترام کا لحاظ رکھتے ہوئے انجام پانا چاہیے۔ اسی بنیاد پر تعلیم و تربیت ایسے طریقوں پر مشتمل نہیں ہونا چاہیے جو انسان کی تحقیر اور اس کی صلاحیتوں کو نظر انداز یا زیرِ تربیت فرد کی شخصیت کو کمزور کرنے کا سبب بنیں، بلکہ تعلیم و تربیت کا طور طریقہ انسان کی ذاتی کرامت میں اضافہ کا ذریعہ بننا چاہیے۔ انسانی کرامت امام خامنہ ایؒکے فکری نظام کا ایک بنیادی رکن اور اسلامی نظام کے تمام شعبوں میں ایک بنیادی اصول کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ نے ہمیشہ اس اصول پر تاکید کی ہے خواہ وہ داخلی سیاست اور شہری حقوق کا میدان ہو یا بین الاقوامی تعلقات کا موقع ہو یا پھر عالمی استکبار کے مقابلے کی بات ہو، یہ سب اسی بنیادی رکن کے تناظر میں ہونا چاہیے۔ اسی بنا پر نسل، قومیت یا جغرافیائی تعلق سے قطع نظر، انسانی کرامت کا تحفظ اور صیانت اسلامی نظام کے بنیادی اصولوں میں شمار ہوتا ہے۔

اسلامی نظام انسان کی ذاتی کرامت کے اصول پر تاکید کرتا ہے؛ ایسی کرامت جو جغرافیا، نسل یا رنگ کے تعلق سے نہیں بلکہ انسانی حقیقت سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ اصول الٰہی تعلیمات سے ماخوذ ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم تصریح کرتا ہے "وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ" (سورہ اسراء، ۷۰)؛ ہم نے بنی آدم کو بزرگی عطا کی۔ لہٰذا کسی نسلی اور علاقائی امتیازات کے بغیر تمام انسان اس کرامت میں شریک ہیں۔ اسلام کی نگاہ میں ہر وہ امتیاز جو غیر الٰہی معیاروں کی بنیاد پر قائم ہو، اصولِ عدالت اور انسانی کرامت کے خلاف ہے۔ اس کے برعکس وہ نظام جو امتیازی اور نسل پرستی کی غلط سوچ پر مبنی ہے، خصوصاً وہ نظام جو جدید مغربی تاریخ میں نسل پرستی کی بنا پر وجود میں آئے اور آج تک جاری ہیں، مکمل طور پر قرآن اور اسلامی تعلیمات کے برخلاف ہیں۔ اسلامی نظام، انسانی مساوات کے اصول پر اعتماد کرتے ہوئے، ایسے تمام رویّوں کو مردود قرار دے کر ایک عادلانہ اور الٰہی اقدار پر مبنی معاشرے کے قیام پر زور دیتا ہے۔ (امام خامنہ ایؒ، بیانات در دیدار فرماندہان سپاہ پاسداران، ۲۶/ ۰۵/ ۱۴۰۲)

۴۔ علم اور آگاہی

علم ایک ذاتی فضیلت اور بنیادی قدر و منزلت کے طور پر انسان کی آگاہی، خود شناسی اور کائنات کی معرفت کے لیے نہایت ضروری ہے۔ یہ آگاہی فردی، سماجی اور معنوی زندگی کے معیار کو بہتر بناتی ہے اور انسان کو بہتر فیصلے کرنے، کمال کے حصول اور ترقی کی راہ پر آگے بڑھنے میں مدد دیتی ہے۔ اس طرح تعلیم و تربیت کی ضرورت پر سب سے اہم دلیل اور وجہ، علم کی ذاتی قدر و منزلت ہے؛ کیونکہ تعلیم و تربیت کے بغیر علم و دانش کا ایک دوسرے کی طرف منتقل کرنا ممکن نہیں، نتیجتاً معاشرہ اپنے اعلیٰ انسانی اغراض و مقاصد اور پائیدار ترقی کے حصول کے لیے اپنی ممکنہ صلاحیتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔

اسلام نے ہمیشہ علم حاصل کرنے پر زور دیا ہے یہاں تک کہ سب سے پہلی آیات جو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نازل ہوئی ہیں وہ بھی پڑھنے اور علم حاصل کرنے کا ہی حکم دیتی ہیں۔ "اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ" (سورہ علق، ۱) قرآنِ کریم نے متعدد آیات میں علم اور اہلِ علم کے مقام و مرتبہ کو سراہا ہے۔ جیسا کے ارشاد ہوتا ہے: "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" (سورہ زمر، ۹) "کہہ دیجیے: کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہوسکتے ہیں؟" یہ آیت صاحبانِ علم کی برتری اور علم و آگاہی کے لیے کوشاں رہنے کی ضرورت پر

زور دیتی ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر فرمایا گیا: "يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" (سورہ مجادلہ، ۱۱) "اللہ تم میں سے ایمان والوں اور علم عطا کیے جانے والوں کے درجات بلند فرماتا ہے"۔ اس کے علاوہ، قرآن انسان کو غور و فکر اور بصیرت حاصل کرنے کی دعوت دیتے ہوئے فرماتا ہے: "إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" (سورہ فاطر، ۲۸) "اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں صرف صاحبانِ علم و معرفت ہی ہیں یہ تمام آیات اس حقیقت کی گواہ ہیں کہ قرآنی رو سے علم حاصل کرنا نہ صرف ایک فردی فضیلت ہے بلکہ الٰہی معرفت تک پہنچنے اور ایک باشعور اور ذمہ دار معاشرہ کی تعمیر کے لیے نہایت ضروری ہے۔

امام خامنہ ایؒ کی نظر میں بھی علم و آگاہی، اسلامی تعلیم و تربیت کے بنیادی اصولوں میں سے ایک مستحکم ستون ہے۔ آپ کا عقیدہ ہے اسلامی معاشرے کی ترقی کے لیے دینی اقدار کی پابندی کے ساتھ علم کی تخلیق و پیداوار اور جِدت کی ضرورت ہے۔ آپ کے نزدیک تعلیم ایسی ہونی چاہیے جو انسان کو بصیرت، روحانی ترقی اور سماجی ذمہ داری کے احساس تک پہنچائے۔ لہذا آپ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تعلیم و تربیت صرف نظری اور تئوریک پہلوؤں تک محدود نہ رہے بلکہ اس کے ساتھ عملی مہارتوں کی تعلیم اور افراد کی صلاحیتوں کو نکھارنے پر بھی توجہ دی جائے۔ (امام خامنہ ایؒ، ملک بھر کے اساتذہ اور ثقافتی کارکنان سے خطاب، ۱۷/ ۰۲/ ۱۳۹۳) اسی سلسلہ میں آپ نے علوم انسانیہ کی اسلامی ترقی، نمایاں علمی شخصیات کی حمایت، اور علم و اخلاق کے باہمی ارتباط پر بارہا تاکید کی ہے۔ آپ کے نزدیک علم، ایمان اور اسلامی اقدار کی پابندی کے بغیر انسان کو صحیح راستہ نہیں دکھایا جا سکتا۔ لہذا قرآنی نظامِ تعلیم و تربیت میں علم کی تعلیم کے ساتھ روحانی اور اخلاقی تربیت بھی ہونا چاہیے تاکہ معاشرہ ترقی و بلندی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

ب: تعلیم و تربیت کے اغراض و مقاصد

امام خامنہ ایؒ کی نظر میں تعلیم و تربیت قرآنی اصولوں پر قائم ہے اور محض علوم کی منتقلی تک محدود نہیں بلکہ اس کا مقصد ایسے باوفا، باشعور اور تہذیب ساز انسانوں کی پرورش ہے جو معنوی ترقی، بصیرت، علمی ارتقاء اور معاشرے کی پیشرفت میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ آپ تعلیمی انصاف اور سماجی ذمہ داری پر بھی زور دیتے ہیں۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

۱. معنوی اور اخلاقی ارتقاء

تعلیمی نظام کے بنیادی مسائل میں سے ایک مشکل یہ ہے کہ تعلیم کو قرآنی اقدار سے جدا کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے طلبہ و دانشوروں میں معنویت اور اخلاقی تربیت کمزور ہوتی جا رہی ہے۔ یہ مشکل تعلیمی نصاب، حافظہ پر مبنی تدریسی طریقے اور دینی اور عصری علوم کے مابین ربط کی کمزوری میں واضح طور پر دکھائی دیتی ہے۔ جب تعلیمی نظام زیادہ تر معلومات اور پیشہ ورانہ مہارتوں کی منتقلی پر مرکوز ہو اور اخلاقی و معنوی تربیت کی طرف کم توجہ دی جائے تو انسان روحانی اور اخلاقی طور پر محرومی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح وہ تدریسی طریقے جو صرف مضامین یاد کرانے پر زور دیتے ہیں، اس بات کا سبب بنتے ہیں کہ قرآنی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کو علمی معلومات کے ساتھ مناسب توجہ نہ مل سکے۔ (باقری،۱۳۷۹، ص ۱۵)

قرآنِ کریم اسلام میں اخلاقی تربیت کا ایک بنیادی سرچشمہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (سورہ احزاب، ۲۱) یعنی رسولِ اسلام (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ) بہترین نمونہ ہیں جو خود قرآنی اخلاق کا کامل مظہر ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: "قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا" (سورہ شمس، ۹-۱۰) یعنی کامیاب ہوا وہ شخص جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور نامراد ہوا وہ جس نے اسے آلودہ کر دیا۔ یہ انسانی سعادت میں اخلاقی تربیت اور خودسازی کا اثر ہے۔ اسی طرح دوسری آیت میں ہے: "وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا" (سورہ طہ، ۱۳۲) یعنی اپنے اہلِ خانہ کو نماز کا حکم دو اور خود بھی اس پر ثابت قدم رہو۔ یہ آیت خاندان اور معاشرے میں معنویت کو مضبوط بنانے میں والدین اور اساتذہ کے کردار پر زور دیتی ہے۔

امام خامنہ ایؒ فرماتے ہیں: "علم، اخلاق اور دین کے ساتھ مل کر ہی انسانیت کے لیے مفید ثابت ہوتا ہے۔ علم چاہے جتنا بھی ترقی کر لے، اگر وہ اخلاق اور دین سے دور ہو جائے تو انسانیت کے لیے فائدہ مند نہیں ہو گا"۔ (امام خامنہ ایؒ، نوجوان نخبگان سے خطاب، ۱۳۸۵/۰۶/۲۵) نیز فرماتے ہیں: "اعلیٰ تعلیمی نظام، خصوصاً یونیورسٹی کے ماحول میں جہاں نوجوان مرکزی کردار ادا کرتے ہیں، ایسا مناسب ماحول فراہم کرے جو معنوی ترقی، دینی معرفت کی گہرائی اور اخلاقی اقدار کے استحکام کا ذریعہ بنے"۔ (امام خامنہ ایؒ، طلبہ سے ملاقات میں بیانات، ۱۳۹۱/۰۵/۱۶) اسی طرح، یونیورسٹی کے طلبہ میں دین کی معرفتی بنیادوں کو مضبوط کرنا ایک ناگزیر ضرورت

ہے۔ دین سے جذباتی اور ظاہری وابستگی اگرچہ قابلِ قدر ہے، لیکن کافی نہیں۔ ضرورت ہے کہ دینی عقائد کو معرفت اور عقلی تجزیے کے ذریعے اس قدر گہرا کیا جائے کہ طلبہ اپنے دینی ایمان کو اپنی فردی اور سماجی زندگی کے لیے ایک مضبوط سہارا بنا سکیں۔ چونکہ پائیدار دینی تربیت بھی شعور اور آگاہی کی گہرائی کے بغیر مطلوبہ نتائج تک نہیں پہنچا سکتی۔ (امام خامنہ ایؒ، نمونہ طلبہ اور مختلف طلبہ تنظیموں کے نمائندوں سے ملاقات میں بیانات، ۱۳۸۵/۰۷/۲۵) اسی طرح تقویٰ، قرآن سے انسیت، اور دینی فرائض کی پابندی وہ دیگر عوامل ہیں جو طلبہ کی اخلاقی اور معنوی شخصیت کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کرسکتے ہیں۔ جوانی کے زمانے سے فائدہ اٹھانا، جس میں روحانی آلودگیاں نسبتاً کم اور معنوی ترقی کی صلاحیتیں زیادہ ہوتی ہیں، تعلیمی اداروں کے لیے ایک قیمتی موقع ہے تاکہ وہ علمی تعلیم کے ساتھ ساتھ بااخلاق اور دیندار انسانوں کی تربیت کا بھی اہتمام کریں۔ (امام خامنہ ایؒ، طلبہ کے ایک اجتماع سے خطاب، ۱۳۹۴/۰۴/۲۰)

۲. بصیرت

قرآنِ کریم کے مطابق تعلیم و تربیت کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری معاشرے میں بصیرت اور آگاہی پیدا کرنا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "قَدْ جاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُورٌ وَ كِتابٌ مُبِينٌ يَهْدِي بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوانَهُ سُبُلَ السَّلامِ "(سورہ مائدۃ، ۱۵-۱۶) قرآنی تعلیم و تربیت کا مقصد انسان کو جہالت اور غفلت سے نجات دلا کر حق و آگاہی کے راستے کی طرف رہنمائی کرنا ہے۔ بصیرت سے مراد حقیقت کی گہری شناخت ہے، جو ہنگامی حالات میں انسان کی فکری صلاحیت اور اعتقادی استقامت کو نمایاں کرتی ہے۔ انسان کے فکری اور اعتقادی دعوے اسی وقت معتبر سمجھے جاتے ہیں جب وہ سخت حالات میں بھی اپنے اصولوں پر قائم رہے اور حق و باطل میں تشخیص کی صلاحیت برقرار رکھے۔

بصیرت اور صحیح حالات کی شناخت اور حقیقت پر مبنی تجزیہ و تبصرہ کی اہمیت اس قدر زیادہ ہے کہ قرآنِ کریم نے اسے رسولِ اکرم (صلى الله عليه وآله وسلم) اور آپ کے پیروکاروں کی بنیادی صفات میں شمار کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: "قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُوا إِلَى اللّٰهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي "(سورہ یوسف، ۱۰۸) بصیر انسان فتنہ اور مبہم حالات میں اپنا راستہ نہیں کھوتا اور حق بات کہنے کی جراٴت رکھتا ہے، جبکہ بے بصیرت انسان کو دینی تعلیمات میں نابینا سے

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

تشبیہ دی گئی ہے۔ رسولِ اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرماتے ہیں:"لَيْسَ الْأَعْمَى مَنْ يَعْمَى بَصَرُهُ إِنَّمَا الْأَعْمَى مَنْ تَعْمَى بَصِيرَتُهُ" حقیقی نابینا وہ نہیں جس کی ظاہری آنکھیں نہ دیکھ سکیں، بلکہ وہ ہے جس نے اپنی بصیرت کھو دی ہو۔(پاینده، ۱۳۸۲،ص ۶۵۶)امیر المؤمنین حضرت علیؑ فرماتے ہیں:"فَقْدُ الْبَصَرِ أَهْوَنُ مِنْ فِقْدَانِ الْبَصِيرَةِ" بینائی کا کھو جانا، بصیرت کے کھو جانے سے کہیں آسان ہے۔(تمیمی آمدی، ۱۳۶۶،ص ۴۱) لہٰذا بصیرت نہ صرف حقائق کی درست شناخت کا سبب بنتی ہے بلکہ انسان کو گمراہی نیز سماجی، سیاسی اور اعتقادی غلطیوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

رہبر انقلاب امام خامنہ ایؒ کے نقطۂ نظر سے بصیرت انسان کے لیے نعمتِ بینائی کی مانند ہے، جو اسے صحیح اور غلط راستے میں فرق کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ آپ کے نزدیک ایمان اور احساسِ ذمہ داری بھی بصیرت کے بغیر مطلوبہ اثر نہیں رکھتے۔ بصیرت کی ضرورت اس حد تک اہم ہے کہ انسان اپنے اندر تجزیہ و تحلیل کرنے کی صلاحیت پیدا کرے تاکہ معاشرہ کی حقائق کا درست اور آگاہانہ ادراک کر سکے۔

رہبر انقلاب خبردار کرتے ہیں کہ:"بصیرت کی کمی انسان کو حقیقی مفادات کی شناخت، ان تک پہنچنے کے صحیح راستے، اور بڑی ذمہ داریوں کے لیے شایستہ افراد کے انتخاب سے محروم کر دیتی ہے۔ ایسا معاشرہ جو بصیرت سے خالی ہو، اس نابینا انسان کی مانند ہے جو اپنے سامنے کے راستے کو نہیں دیکھ سکتا"۔(امام خامنہ ایؒ، فوجی اکیڈمیوں کے فارغ التحصیل طلبہ کی تقریب سے خطاب،۰۸/۰۸/۱۳۹۸)

رہبر معظم کے نزدیک تعلیمی نظام کو صرف معلومات اور محفوظات کی منتقلی تک محدود نہیں رہنا چاہیے بلکہ اسے اس انداز سے ترتیب دیا جانا چاہیے کہ طلبہ میں تجزیاتی صلاحیت، تنقیدی فکر اور سماجی بصیرت کے ارتقاء کا سبب بنے۔ آپ معتقد ہیں کہ آگاہ اور بابصیرت وہ معاشرہ دشمنوں کی ثقافتی اور میڈیا یلغار کا زیادہ مضبوطی سے ڈٹ کر مقابلہ کر سکتا ہے۔ اسی بنیاد پر آپ نے بارہا تاکید کی ہے کہ تعلیم و تربیت کا حتمی مقصد باشعور، ذمہ دار، اسلامی اور انسانی اقدار کے وفادار انسانوں کی تربیت ہونا چاہیے۔ معلم کے مقام کی وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ استاد کی ذمہ داری صرف علم پہنچانا اور نصاب کی کتابوں کے مطالب پڑھانا ہی نہیں بلکہ اس پر ایک وقت میں تین بنیادی ذمہ داریاں انجام دینا ضروری ہیں: علم کی تعلیم، طرزِ فکر کی تعلیم اور اخلاقی اور عملی تربیت۔ آپ کی نظر

میں تعلیم اپنے وسیع مفہوم میں تین اہم شعبوں پر مشتمل ہے: علمی مطالب اور درسی مضامین کی منتقلی، تفکر اور صحیح اندازِ فکر کی تعلیم اور اخلاق و کردار کی تربیت کہ یہی انسان کی متوازن اور معاشرہ قبول تربیت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ رہبر معظم کے بقول، وہ معاشرہ جو بلند مقاصد، علمی و تمدنی ترقی اور اخلاقی بلندیوں کا خواہاں ہو، اسے ایسی نسل کی تربیت کی ضرورت ہے جو صبر، عقلانیت، دینداری، جدّت، محنت، مہربانی، صبر، شجاعت، ادب، تقویٰ اور انسان دوستی جیسی صفات سے آراستہ ہو؛ ایسے انسان جو دوسروں کے دُکھ درد اور مشکلات کو اپنا دکھ درد سمجھیں۔ (امام خامنہ ایؒ، ملک بھر کے اساتذہ اور ثقافتی کارکنوں سے ملاقات، ۱۷/ ۰۲/ ۱۳۹۳)

آپ اسلامی طرزِ زندگی کی تعلیم، سیاسی اور ثقافتی مسائل کے صحیح تجزیے اور درست فہم پر زور دیتے ہیں۔ امام خامنہ ایؒ نظر میں تعلیم و تربیت، آگاھی اور بصیرت افزائی کے بغیر ادھوری ہے اور ایک متحرک اور ترقی یافتہ معاشرہ نہیں بنا سکتی۔ اسی لیے طالب علم کو سیاسی احساس، سیاسی سمجھ اور سیاسی تجزیے کی صلاحیت رکھنی چاہیے۔ (امام خامنہ ایؒ، طلبہ اور دانشجویوں کے ایک اجتماع سے خطاب، ۱۲/ ۰۸/ ۱۳۷۲)

۳. علمی بصیرت اور تنقیدی فکر کا فروغ

قرآنِ کریم نے بارہا علم و دانش کی اہمیت پر زور دیا ہے۔ اس سلسلے کی ایک نمایاں آیت یہ ہے: "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ" (سورہ زمر، ۹) جو واضح کرتی ہے کہ علم رکھنے والے علم نہ رکھنے والوں سے برتر ہیں۔ علمی بصیرت اور تنقیدی فکر کے فروغ کے سلسلے میں قرآنِ کریم متعدد آیات پیش کرتا ہے جو علم کی اہمیت کو یاد دلاتی ہیں۔ مثال کے طور پر: "وَقُل رَّبِّ زِدْنِي عِلْمًا" (سورہ طہ، ۱۱۴) اس آیت میں اللہ تعالیٰ سے علم میں اضافے کی دعا کی گئی ہے، جو زیادہ علم کی جستجو کی اہمیت پر زور دیتی ہے نیز یہ آیت "يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ" (سورہ مجادلۃ، ۱۱) ظاہر کرتی ہے کہ اہلِ علم روحانی اور معنوی لحاظ سے بلند درجات پر فائز ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ "إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ" (سورہ فاطر، ۲۸) اس حقیقت کو بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالی کا حقیقی خوف اہل علم ہی کو حاصل ہوتا ہے، جو علم کے معنوی اور دینی معاملات کی گہری سمجھ پر اثر انداز ہونے کی دلیل ہے۔ یہ آیات واضح اور صریح طور پر

بتاتی ہیں کہ اسلامی معاشرے میں علم، تحقیق اور تنقیدی فکر کو خاص مقام حاصل ہے اور بالواسطہ طور پر علمی بصیرت اور تجزیاتی صلاحیت رکھنے والے اشخاص کی تربیت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

امام خامنہ ایؒ معتقد ہیں کہ اسلامی تعلیمی نظام طلبہ کو حصول علم، تحقیق اور نئی فکری تخلیق کی طرف راغب کرے۔ آپ علم کو اسلامی معاشرے کی ترقی کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور علمی و تحقیقی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے پر زور دیتے ہیں۔ آپ نے بارہا مغرب کی علمی وابستگی سے خبر دار کیا ہے اور مقامی علم کی پیداوار اور مختلف علوم میں ترقی کی ضرورت پر تاکید کی ہے: تجربات اور علوم سے استفادہ کرنا چاہیے، لیکن نمونہ، طریقہ اور ماڈل مکمل طور پر مقامی اور اپنا ہونا چاہیے۔ (امام خامنہ ایؒ، مجلس کے نمائندوں سے خطاب، ۲۷/۰۳/۱۳۸۳) اسلامی نظامِ تعلیم کو ایسا ماحول فراہم کرنا چاہیے جس میں طلبہ صرف علم استعمال کرنے والے نہیں بلکہ علم کے پیدا کرنے والے بنیں۔ رہبر معظم نے قومی طاقت میں علم کے بنیادی کردار پر زور دیتے ہوئے فرمایا: "اَلعِلمُ سُلطانٌ" علم طاقت اور اقتدار کا مظہر ہے۔ (ابن ابی الحدید، ۱۴۰۴، ج ۲۰، ص۳۱۹) آپ نے ممالک کی طاقت کے ڈھانچے میں علم کے اسٹریٹجک مقام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ علمی ترقی کوئی انتخاب نہیں بلکہ قومی استقلال اور سلامتی کے تحفظ کے لیے ناگزیر ضرورت ہے۔

رہبر معظم نے خبر دار کیا ہے کہ اگرچہ ملک میں علمی ترقی کا آغاز ہو چکا ہے، لیکن اس عمل کو مسلسل جدّت، متحرک انداز اور تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھانا ضروری ہے۔ آپ نے عالمی علمی مقابلوں میں پیچھے رہ جانے کے شدید خدشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تاکید کی کہ اگر علم کے میدان میں ہم پیچھے رہ گئے تو ملک بین الاقوامی عام خطرات اور دھمکیوں کے مقابلے میں کمزور ہو جائے گا۔ لہٰذا علمی پیش رفت کی رفتار نہ صرف ترقی کا ذریعہ ہے بلکہ خطرات اور دھمکیوں کے مقابلے میں ڈھال بھی ہے۔ آپ تاکید کرتے ہیں کہ اس راہ کا تسلسل اور گہرائی کے لیے قومی عزم، علمی اداروں کی مسلسل حمایت، اور ملک کے سائنسدانوں اور برگزیدہ علمی شخصیات کی مسلسل جدوجہد کا ضرورت مند ہے۔ (امام خامنہ ایؒ، علمی نخبگان اور ممتاز صلاحیتوں سے ملاقات، ۲۵/۰۷/۱۴۰۲)

امام خامنہ ایؒ تاکید کرتے ہیں کہ تعلیمی نظام کو حافظہ پر مبنی تعلیم پر زور نہیں دینا چاہیے بلکہ طلبہ میں تخلیقی فکر، تجزیاتی صلاحیت اور مسئلہ حل کرنے کی قوت کو مستحکم کرنا چاہیے اور یہ کام تدریسی طریقوں میں تبدیلی، تحقیقی سرگرمیوں کو وسعت دینا اور سوال و جستجو کے جذبے کو پروان چڑھانے کا طلبگار ہے۔ آپ کے نزدیک وہ طالب

علم جو دنیا کے حالات سے بالکل بے خبر ہو، در حقیقت اپنے زمانے کا طالب علم نہیں، اپنے دور کا انسان بھی نہیں ہے۔ اسی طرح آپ تاکید فرماتے ہیں کہ نوجوان، خصوصاً یونیورسٹی کے طلبہ یہاں تک کہ اسکول کے بچوں، کو دنیا کے سیاسی مسائل پر غور و فکر اور تجزیہ کرنا چاہیے، خواہ ان کا تجزیہ غلط ہی کیوں نہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں کہ نوجوان نسل کو غیر سیاسی بنانے کی کوشش غداری ہے، اس لیے کہ عوامی حکومت کو باشعور اور تجزیہ کار نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ یہاں تک کہ بہت زیادہ دانا افراد بھی اگر سیاسی شعور سے محروم ہوں تو دشمن سے دھوکہ کھا سکتے ہیں۔(امام خامنہ ایؒ، طلبہ اور دانشجویوں کے ایک اجتماع سے خطاب، ۱۲/۰۸/۱۳۷۲)

رہبر معظم ملک کی علمی خود مختاری کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور ہمیشہ تاکید فرماتے ہیں کہ اس خود مختاری کے حصول کا راستہ علم کی پیداوار، گہری فکر اور علمی میدانوں میں باریک بینی اور گہرے مطالعے سے ہو کر گزرتا ہے۔ معظم لہ علمی شخصیات اور باصلاحیت نوجوانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی ذہانت، قابلیت اور ذہنی آمادگی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنی کوششوں کو ملک کی علمی ترقی میں لگائیں اور صرف رائج تعلیمی ڈھانچوں میں یا ظاہری نمبروں کے حصول پر اکتفا کرنے سے پرہیز کریں بلکہ مقصدِ اعلیٰ یعنی علم اور علمی پیداوار کو اپنا مقصد قرار دیں۔ آپ صریحاً فرماتے ہیں کہ علمی ترقی کے لیے تہذیب، تحقیق اور انتظامی شعبوں میں سازگار ماحول فراہم کرنا ضروری ہے، لیکن اس سے زیادہ مؤثر سبب دانشوروں کی اندرونی خواہش، جذبہ اور ارادہ ہے۔ آپ کے نزدیک یہی ارادہ ملک کے علمی ڈھانچہ کا محرک اِنجن بن سکتا ہے۔

رہبر معظم اپنے مخاطبین کو کسی خاص طبقے تک محدود نہیں سمجھتے بلکہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ملک کی علمی شخصیات اور دانشوروں کو ہر دور اور ہر علمی شعبے میں علم کی تقویت اور پیداوار کے لیے جہاد کرنا چاہیے۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ آج اسلامی جمہوریہ ایران، اسلامی انقلاب کی برکت سے، ایسے امکانات سے مالامال ہے جنہوں نے آزاد اور مستقل سوچ کا راستہ کھول دیا ہے، جبکہ انقلاب سے پہلے کے دور میں یونیورسٹیوں میں علمی خود مختاری کا تصور تک نہ تھا۔ اس زمانے میں ملک کے تعلیمی اور علمی منصوبے بیرونی طاقتوں کی جانب سے اس طرح ترتیب دیے جاتے تھے کہ ایران ہمیشہ ان کے علوم کا استعمال کرنے والا اور وابستہ رہے اور ساتھ ہی ایک خاص تہذیب کو

فروغ دیا جاتا تھا جس میں مغرب کو برتر سمجھا جاتا تھا اور یہ عام عقیدہ بن چکا تھا کہ نہ صرف مغرب کے برابر پہونچنا ممکن نہیں بلکہ اس کے سایہ تک رسائی بھی ناممکن ہے۔

رہبر معظم فرماتے ہیں کہ اسلامی انقلاب نے اس تحقیر آمیز ڈھانچے کو توڑ دیا اور سوچ، خود مختاری اور علمی ترقی کے لیے نئی راہیں کھول دیں۔ اب یہ عظیم ذمہ داری اہلِ علم اور باصلاحیت افراد کے دوش پر ہے کہ وہ عزتِ نفس، خوداعتمادی اور علمی جہاد کے ذریعے ملک کے لیے استقلال اور ترقی پر مبنی ایک تابناک مستقبل رقم کریں۔(امام خامنہ ایؒ، علمی شخصیات کے ایک اجتماع سے خطاب، ۰۳/۰۷/۱۳۸۱)

۴۔ تعلیمی انصاف ویکساں فرصتیں

قرآنِ کریم کے معرفتی نظام میں تعلیمی انصاف، سماجی انصاف کی ایک بنیادی شاخ کے طور پر بنیادی مقام رکھتا ہے اور اس بات پر متعدد آیات میں تاکید ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک سورۂ مائدہ کی آیت نمبر ۸ ہے "وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ "(سورہ مائدۃ، ۸)اس آیت میں اس بات پر تاکید کی گئی ہے کہ کسی قوم کی دشمنی بھی انسان کو انصاف سے دور نہ کرے۔ مفہومی اعتبار سے یہ قرآنی تاکید تعلیم وتربیت کے میدان میں ہر قسم کے تعلیمی امتیاز کے خلاف ایک تنبیہ سمجھی جاسکتی ہے، خصوصاً ایسے حالات میں جہاں نسلی، مذہبی یا سماجی ناہمواری تعلیمی مواقع میں ناانصافی کا سبب بن سکتے ہوں۔ اسی طرح سورۂ نحل کی آیت ۹۰ ہے:إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ...(سورہ النحل، ۹۰)اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عدل اور نیکی کا عمومی اور مطلق حکم دیا ہے اور ہر طرح کی برائی، ظلم اور بے راہ روی سے منع فرمایا ہے۔ یہ الٰہی حکم تمام عادلانہ سماجی ڈھانچوں، خصوصاً نظامِ تعلیم وتربیت کی بنیاد شمار ہوتا ہے۔ ان آیات کے تناظر میں عدل ایک جامع، اور ہمہ گیر تصور ہے جو کسی قسم کی مکانی، زمانی یا گروہی قید سے مبرا اور کسی خاص شعبے تک محدود نہیں ہے۔ لہٰذا تعلیمی انصاف بھی اس توحیدی نقطہ نظر کے تحت سماجی انصاف کے ایک نمایاں مصداق کے طور پر اسی عمومی اور لازمی الٰہی حکم میں شامل ہے۔ جیسا کہ روایت ہے "بالعدل قامت السماوات والأرض" یعنی نظامِ کائنات عدل وانصاف پر قائم ہے۔ اسی قاعدہ کے لحاظ سے انسانی معاشرہ بھی عدل کے قیام کے بغیر، خصوصا تعلیم وتربیت کے شعبوں میں، اپنے ڈھانچے اور کارکردگی میں خلل کا شکار ہو جائے گا۔ اس نقطہ نظر سے تعلیمی انصاف محض

ایک انسانی ضرورت نہیں، بلکہ ایک وجودی اصول اور کائنات شناسی کا عقلی و الٰہی لازمہ ہے۔ کیونکہ عادل انسان کی تربیت کا دارومدار عادلانہ تعلیمی نظام سے استفادہ پر ہے، نیز اس شعبے میں کوئی بھی امتیاز عادلانہ سماجی نظام میں خلل ڈالنے کے مترادف ہے۔ (مکارم شیرازی وہمکاران، ۱۳۵۳، ج ۱۱، ص ۳۶۷)

ان سب باتوں کے باوجود بہرحال، اس اصول کے قیام میں سخت مشکلات درپیش ہیں، منجملہ: بڑے شہروں میں تعلیمی وسائل کا تمرکز، دیہی و سرحدی علاقوں کی محرومی، سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں کے درمیان تعلیم کے معیار میں فرق، اور معاشی و ثقافتی رکاوٹیں جو تمام خاندانوں کے لیے یکساں تعلیمی مواقع کو محدود کرتی ہیں۔ یہی مشکلات آخرکار طلبہ کی سماجی وپیشہ ورانہ مہارتوں کی کمزوری، جذبے، تخلیقی صلاحیتوں میں کمی، اور دینی تعلیمات کو معاشرے کی موجودہ ضروریات سے سازگار کرنے میں ناکامی کا باعث بنتے ہیں۔

امام خامنہ ایؒ نے ہمیشہ تعلیمی انصاف اور سب کے لیے یکساں مواقع کے قیام پر زور دیا ہے۔ آپ کے نزدیک کوئی بھی فرد معاشی، سماجی یا جغرافیائی حالات کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے کے موقع سے محروم نہیں ہونا چاہیے۔ آپ نے بارہا تعلیمی عدم مساوات کے بارے میں خبردار کیا ہے اور زور دیا ہے کہ حکومت اور تعلیمی ادارے تمام سماجی طبقوں، خاص طور پر پسماندہ علاقوں کے لوگوں کے لیے تعلیم کے ضروری وسائل مہیا کریں۔ نظام تعلیم وتربیت میں تبدیلی ایجاد کرنے کی عام پالیسیوں کو معین کیا گیا ہے جس کی شق ۷ سے ۹ تک رہبر معظم کا تعلیمی انصاف اور تمام سماجی طبقوں، خصوصاً پسماندہ علاقوں کے لیے یکساں مواقع کی فراہمی پر زور دینے کی صدائے بازگشت اثرانداز ہوئی ہے۔ یہ شقیں بنیادی ڈھانچے اور تعلیمی فضا کی اصلاح، ترقی پذیر علاقوں میں تعلیمی یونٹوں کے قیام، اور اسکولوں کو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ کرنے پر زور دیتی ہیں، یہ اقدامات تعلیمی عدم مساوات کو دور کرتے ہیں اور سب کے لیے تعلیم کے یکساں مواقع فراہم کرتے ہیں۔ نیز خاندان اور معاشرے سے اسکولوں کے کردار کو مضبوط کرنے، اور سرحدی علاقوں میں تعلیم وتربیت پر خصوصی توجہ دینے سے، ان علاقوں کے اساتذہ وطلبہ کو بااختیار بنانے کا راستہ ہموار ہوتا ہے۔ ایسا نقطہ نظر ظاہر کرتا ہے کہ تعلیمی انصاف کا قیام نہ صرف ایک ثقافتی وسماجی تشویش ہے، بلکہ ملک کی تعلیم وتربیت کے نظام کی پالیسی میں ایک بنیادی حکمتِ عملی ہے

۔(امام خامنہ ایؒ ،ابلاغ سیاست‌های کلی ایجاد تحول در نظام آموزش و پرورش، ۱۳۹۲/۰۲/۱۰
-(https://khl.ink/f/22421

۵. سماجی ذمہ داریاں اور اسلامی تہذیب کی تعمیر

قرآنِ کریم سماجی ذمہ داری اور دینی اقدار پر مبنی معاشرے کی تعمیر میں ہر فرد کے کردار کی اہمیت پر بار بار زور دیتا ہے۔ خاص طور پر اس آیت میں: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (سورہ المائدۃ، ۲) نیک کاموں اور تقویٰ پر تعاون کرنے اور گناہ وزیادتی پر تعاون سے بچنے پر زور دیا گیا ہے۔ جبکہ یہ آیت: "وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ" (سورہ التوبۃ،۷۱) مؤمنین کی باہمی ذمہ داری، ایک دوسرے کی حمایت، اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر جیسے سماجی فرائض کی اہمیت بیان کرتی ہے۔ اسی طرح یہ آیت: "إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَرْصُوصٌ" (سورہ الصف، ۴) دینی اور سماجی مقاصد کے حصول کے لیے مسلمانوں کے اتحاد اور ہماہنگی پر زور دیتی ہے اور بتاتی ہے کہ اجتماعی تعاون ایک مضبوط اور پائیدار معاشرے کی تعمیر کرتا ہے۔ نیز یہ آیت: "لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" (سورہ البقرۃ، ۱۴۳) سماج کو ذمہ داریاں قبول کرنے کی بات کو وسیع تر سطح پر بیان کرتی ہے اور اخلاقی اور حقیقت طلب نمونے پیش کرنے پر زور دیتی ہے، نیز مسلمانوں کو تاکید کرتی ہے کہ وہ معاشرے میں گواہ کا کردار ادا کریں نیز صداقت و حقیقت کے نمونہ بن کر عمل کریں۔ یہ آیات واضح طور پر بتاتی ہیں کہ اسلامی نظریہ میں انسان کا معاشرے سے مربوط ذمہ داریوں کو قبول کرنا اور اسلامی تہذیب کی تعمیر میں فعال اور مؤثر کردار ادا کرنا بھی بذات خود ایک گرانقدر اور عالی مقصد ہے۔

امام خامنہ ایؒ کی نظر میں تعلیم وتربیت کا ایک بنیادی مقصد ایسا معاشرہ تشکیل دینا ہے جو قرآنی اقدار پر قائم ہو۔ آپ کے نزدیک نئی نسل کی تربیت اس انداز میں ہونی چاہیے کہ وہ علم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ سماجی، سیاسی اور ثقافتی مسائل کے بارے میں بھی احساسِ ذمہ داری رکھے۔ آپ تاکید فرماتے ہیں کہ اسکولوں اور یونیورسٹیوں کے لیے ضروری ہے کہ طلبہ اور دانشوروں کو معاشرے میں عملی زندگی اور مختلف مشکلات کا سامنا کرنے کے لیے تیار کریں۔ رہبر معظم کے نقطۂ نظر سے تعلیم یافتہ اشخاص اور علمی شخصیات صرف علم کے فروغ

کے ذمہ دار نہیں بلکہ ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ اپنے علم اور علمی مقام کو معاشرے کی خدمت کے لیے استعمال کریں۔ اہلِ علم کی ذمہ داری دوطرفہ ہے: اوّل یہ کہ ان کا علم معاشرے کی ضروریات اور مشکلات کے حل کے لیے استعمال ہو؛ دوم یہ کہ علم سے حاصل ہونے والی سماجی حیثیت اور وجاہت کو سماجی انصاف اور محروم طبقوں کی حمایت کے لیے بروئے کار لایا جائے۔ اسی سلسلے میں امیر المؤمنین حضرت علیؑ کا یہ فرمان نقل کیا جاتا ہے: "وَ مَا أَخَذَ اللهُ عَلَى العُلَمَاءِ أَلَّا يُقِرّوا عَلى كِظَّةِ ظَالِمٍ وَ لا سَغَبِ مَظلومٍ" اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم سے یہ عہد لیا ہے کہ وہ ظالم کی شکم سیری اور مظلوم کی بھوک پر خاموش نہ رہیں بلکہ اس کے خلاف ردِّ عمل ظاہر کریں۔ (ابن بابویہ، ۱۳۸۵، ج ۱، ص ۱۵۱) یہ روایت سماجی انصاف کے سلسلے میں اہلِ علم کے ذمہ دارانہ کردار پر زور دیتی ہے۔ (امام خامنہ ایؒ، علمی شخصیات اور ممتاز صلاحیتوں سے ملاقات، ۲۵/۰۷/۱۴۰۲)

رہبر معظم حقیقی ترقی کو اس امر سے وابستہ قرار دیتے ہیں کہ اہلِ علم اور نوجوان نسل معاشرے کے مستقبل کے بارے میں ذمہ داری کا احساس کریں اور یہ احساسِ ذمہ داری، مکمل آگاہی کے ساتھ مقصد کو معین کر کے روشن منظرنامے کی تعیین، اور اس کی تعمیل کے لیے جدوجہد کے ہمراہ ہونا چاہیے۔ علمی شخصیات کا فریضہ ہے کہ وہ ملک کی ترقی اور پیشرفت کے عمل میں فعال اور حکمت عملی پر مشتمل کردار ادا کریں۔ (امام خامنہ ایؒ، چھٹے قومی اجتماعِ نوجوان علمی شخصیات کے شرکاء سے خطاب، ۱۲/۰۷/۱۳۹۱)

رہبر معظم کی نظر میں نوجوان صرف کارآمد قوت اور قومی سرمایہ نہیں بلکہ ایک الٰہی امانت ہیں جن پر معاشرے کے حوالے سے بھاری ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ اس طبقے میں ضروری ہے کہ احساسِ ذمہ داری شعور کے ساتھ، مقصد کو نظر میں رکھ کر نیز چیلنجوں کے ادراک پر مبنی ہو تا کہ وہ قومی ترقی میں اپنا مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ (امام خامنہ ایؒ، سیستان و بلوچستان کے نوجوانوں اور طلبہ سے خطاب) امام خامنہ ایؒ کے مطابق تعلیم و تربیت کو اس انداز میں منظم ہونا چاہیے کہ ایسی نسلیں پروان چڑھیں جو متعہد، تخلیقی اور علمی، ثقافتی و انتظامی میدانوں میں باصلاحیت اور ماہر ہوں؛ ایسی نسل جو جدید اسلامی تہذیب کی تشکیل میں کردار ادا کر سکے۔ آپ کے نزدیک اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے تخصصی تعلیم کو انتظامی مہارتوں، کاروباری صلاحیتوں اور سماجی ذمہ داریوں کے ساتھ ہماہنگ کرنا لازم ہے۔

رہبر معظم تاکید فرماتے ہیں کہ کسی بھی قوم کے لیے سب سے بڑا نقصان اپنی تہذیب اور تاریخی شناخت کو بھول جانا ہے۔ آپ اسلامی تہذیب کی از سرِ نو تعمیر کو ایک اسٹریٹجک ضرورت قرار دیتے ہیں اور صراحتاً فرماتے ہیں کہ داخلی صلاحیتوں پر اعتماد کے ساتھ علمی ترقی اور استقلال کی راہ پر چلنا چاہیے۔ آپ کا عقیدہ ہے کہ ماضی میں وسیع پیمانے پر پروپیگنڈے نے ایرانیوں کی ناتوانی اور اہل مغرب کی برتری اس طرح القا کی تھی کہ آج بھی مغرب سے مقابلہ کرنے یہاں تک کہ اس سے آگے نکل جانے کی صلاحیت پر یقین کرنا بعض لوگوں کے لیے دشوار ہے۔ حالانکہ علمی جہاد اور اجتماعی عزم سے ایسا مستقبل تعمیر کیا جاسکتا ہے کہ جس میں مغربی دنیا ہمارے علم و دانش کی محتاج ہو۔ آپ تاکید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "تم ہمت کرو! پچاس سال بعد ایسا ہو جائے گا۔" اسی بنا پر آپ علمی اور تہذیبی شخصیات کے کردار کو اس راہ میں مرکزی نکتہ قرار دیتے ہیں اور تہذیبی مستقبل سازی کا انحصار ایسی قوتوں کی تربیت پر سمجھتے ہیں جو خود اعتمادی، علم محوری اور جہادی جذبے کے ساتھ ملک کو علمی اور تہذیبی ترقی کی بلند ترین منزلوں تک پہنچا سکے۔ (امام خامنہ ایؒ، علمی شخصیات کے ایک اجتماع سے خطاب، ۱۳۸۱/۰۷/۰۳)

خاتمہ

اس تحقیق کے نتائج کی بنیاد پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ تعلیم و تربیت کے شعبے میں امام خامنہ ایؒ کا فکری نظام، قرآنی اصولوں اور اسلامی اقدار پر استوار ہے اور تربیتی عمل کا سلسلہ ایک جامع حکمتِ عملی اور تہذیب ساز نقطۂ نظر پیش کرتا ہے۔ اس نقطۂ نظر میں تعلیم و تربیت محض معلومات اور علمی مہارتوں کی منتقلی کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک ایسا سازگار ماحول فراہم کرنا ہے جس میں پابند عہد، مومن، اخلاق مدار اور مستقبل ساز انسانوں کی تعمیر کی جاتی ہے جو فردی کمال اور سماجی ترقی کے راستے میں مؤثر کردار ادا کرسکیں۔

بنیادی تصورات جیسے توحید، بندگی، انسانی کرامت، علم سیکھنا، تعلیمی انصاف اور سماجی ذمہ داری امام خامنہ ایؒ کے مطلوبہ تربیتی نظام کے بنیادی ارکان شمار ہوتے ہیں۔ امام خامنہ ایؒ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ علم اور ایمان کے درمیان مضبوط ربط کے بغیر تعلیمی نظام اپنے اعلیٰ مقاصد، یعنی اسلامی معاشرے اور جدید اسلامی تہذیب کے قیام کو عملی جامہ نہیں پہنا سکتا۔ لہٰذا تعلیم و تربیت کے تمام مراحل اور شعبوں میں دینی تربیت جاری و ساری ہونا چاہیے۔

اس نظام کے عملی تحقق کے لیے ان ضروری امور کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے: قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر تعلیمی پالیسیوں پر نظر ثانی کی جائے، اساتذہ کے مرتبے اور مقام کو بلند کیا جائے کیونکہ وہ تربیت کے عمل میں کلیدی عنصر ہیں، تعلیمی نصاب اور تدریسی طریقوں کی اصلاح کی جائے، اور سب کے لیے تعلیمی مواقع تک یکساں رسائی کے لیے عادلانہ اسباب فراہم کیے جائیں۔ امام خامنہ ایؒ کا تاکید کرنا بلکل درست ہے کہ تربیت کے بغیر تعلیم نہ صرف بے فائدہ ہے بلکہ بعض اوقات نقصان دہ بھی ثابت ہوسکتی ہے، اور صرف قرآنی تعلیم و تربیت کے ذریعے ہی معاشرے کی مادی اور معنوی ترقی میں توازن پیدا کیا جاسکتا ہے۔

بہر حال مجموعی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ امام خامنہ ایؒ کا تربیتی نظریہ اسلامی معاشروں کے لیے ایک جامع، متحرک اور مقامی تقاضوں سے ہماہنگ نمونہ ہے، جو دینی معارف اور جدید علوم کے مؤثر امتزاج کے ذریعے ایسے تعلیمی نظام کی بنیاد رکھ سکتا ہے جو انسان کی حقیقی ترقی اور ایک ترقی یافتہ، عادلانہ اور خدا محور معاشرے کے قیام کے لیے کارآمد ہو۔ یہ نمونہ نہ صرف ایک نظریاتی حل ہے، بلکہ عصر حاضر میں اسلامی معاشروں کی ترقی کے لیے ایک حیاتی ضرورت ہے۔

جامعة المصطفى العالمية
Al-Mustafa International University
مجتمع آموزش عالی قرآن و حدیث

کتابیات

قرآنِ کریم

١. ابن ابی الحدید، عبد الحمید بن ہبۃ اللہ، (۱۴۰۴)، شرح نہج البلاغہ لابن ابی الحدید، کتابخانہ آیت اللہ مرعشی نجفی، قم، پہلا ایڈیشن۔

٢. ابن بابویہ، محمد بن علی، (۱۳۸۵)، علل الشرائع، کتاب فروشی داوری، قم، پہلا ایڈیشن۔

٣. ابو طالبی، مہدی، (۱۳۸۸)، تربیتِ دینی از دیدگاہ امام علیؑ، قم، مؤسسۂ تعلیمی و تحقیقی امام خمینی۔

٤. باقری، خسرو، تربیتِ دینی در برابر چالشِ قرنِ بیست و یکم، سہ ماہی «مسائلِ کاربردی تعلیم و تربیتِ اسلامی»، شمارہ ۳۔

٥. پائندہ، ابو القاسم، (۱۳۸۲)، نہج الفصاحۃ (حضرت رسول خداؐ کے اقوالِ مختصر کا مجموعہ)، تہران، چوتھا ایڈیشن۔

٦. تمیمی آمدی، عبد الواحد بن محمد، (۱۳۶۶)، تصنیف غرر الحکم و درر الکلم، قم، پہلا ایڈیشن۔

٧. دفتر حفظ و نشرِ آثارِ حضرت آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای۔

٨. رحیمیان، محمد حسن؛ رہبر، محمد تقی، (۱۳۸۰)، آئینِ تزکیہ، قم، بوستانِ کتاب۔

٩. طیب، سید عبد الحسین، (۱۳۸۷)، اطیب البیان فی تفسیر القرآن، انتشاراتِ اسلام، تہران، دوسرا ایڈیشن۔

١٠. عادلی، محمد صادق؛ طرقی، مجید؛ شاملی، عباس علی، (۱۴۰۲)، قرآن میں تعلیمی انصاف کے عناصر، دو فصلی علمی و تحقیقی مجلہ «مطالعاتِ فقہِ تربیتی»، سال دہم، شمارہ ۲۰۔

١١. علم الہدیٰ، جمیلہ، (۱۳۸۳)، جنسیت در تربیتِ اسلامی، «مسائلِ کاربردی تعلیم و تربیتِ اسلامی»، شمارہ ۸۔

١٢. فیض کاشانی، محمد محسن بن شاہ مرتضیٰ، (۱۴۱۵)، تفسیر الصافی، تہران، دوسرا ایڈیشن۔

١٣. قرائتی، محسن، (۱۳۸۳)، تفسیر نور، مرکزِ فرہنگی «درس ہائی از قرآن»، تہران، گیارہواں ایڈیشن۔

١٤. قیصری گودرزی، کیومرث؛ خوشخوئی، منصور؛ سلحشوری، احمد، (۱۳۹۶)، قرآن اور آئمۂ اطہارؑ کی تعلیمات کی بنیاد پر توحیدی تربیت کے اصول، دو فصلی علمی و تحقیقی مجلہ «تربیتِ اسلامی»، خزاں و سرما، شمارہ ۲۵۔

١٥. مترجمین، (۱۳۷۷)، ترجمہ تفسیر جوامع الجامع، بنیادِ پژوہش ہای اسلامی آستانِ قدسِ رضوی، مشہد، دوسرا ایڈیشن۔

۱۶. محمدی، رضا؛ سلیمانی، امیر، (۱۴۰۲)، ایران میں تعلیمی انصاف کا منظم جائزہ: مفہوم سازی، چیلنجز اور اشاریے، دو فصلنامہ مجلہ «مطالعاتِ برنامہ ریزیِ آموزشی»، دورہ ۱۲، شمارہ ۲۳۔

۱۷. مکارم شیرازی، ناصر و دیگر، (۱۳۵۳)، تفسیر نمونہ، تہران، دارالکتب الاسلامیہ۔

۱۸. موسوی ہمدانی، سید محمد باقر، (۱۳۷۴)، ترجمہ تفسیر المیزان، دفترِ انتشاراتِ اسلامی جامعہ مدرسینِ حوزہ علمیہ قم، قم، پانچواں ایڈیشن۔